سرکاری رپورٹ

دسواں اجلاس

چوتھی

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ چہارشنبہ مورخہ ۴ / اکتوبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۲ / ربیع الاول ۱۴۱۰ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	
۲	وقفۂ سوالات	
۳	مسٹر محمد صادق عمرانی ایم پی اے کی گرفتاری کی اطلاع رخصت کی درخواستیں۔	
۴	تحریک التواء (منجانب: میر محمد ہاشم شاہوانی۔ بسلسلہ (تعلیمی اداروں ہاسٹلز میں کمروں کی الاٹمنٹ)	
۵	قرارداد نمبر ۴: منجانب قائد ایوان نواب محمد اکبر خان بگٹی۔ مقررین جنہوں نے قرارداد پر اظہار خیال کیا۔ (ایوان کی متفقہ رائے سے منظور کی گئی) (۱) محمد اسلم رئیسانی (۲) میر جان محمد جمالی (۳) مسٹر ارجن داس بگٹی (۴) مولوی عصمت اللہ وزیر خزانہ (۵) ملک محمد سرور خان کاکڑ (۶) ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر صحت) (۷) محمد ایوب بلوچ (۸) مولانا نور محمد وزیر بلدیات (۹) مسز ثناء اللہ زہری	

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی کا دسواں اجلاس

مورخہ ۴/اکتوبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۵/ربیع الاوّل ۱۴۱۰ھ بروز شنبہ زیر صدارت اسپیکر جناب محمد اکرم بلوچ اسمبلی ہال کوئٹہ ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ

از

مولوی عبدالمتین آخوندزادہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ○ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ○

ترجمہ:۔ وہ ایمان کا دعویٰ کر کے) اللہ کو دھوکا دیتے ہیں، حالانکہ وہ خود ہی دھوکے میں پڑے ہیں، اگرچہ (جہل و سرکشی سے) اس کا شعور نہیں رکھتے۔ ان کے دلوں میں (انکار کا) روگ ہے پس اللہ نے (دعوت حق کامیاب کر کے) انہیں اور زیادہ روگی کر دیا، اور ان کے لئے عذاب جانکاہ ہوگا اسلیئے کہ اپنی نمائش میں سچے نہیں!

جناب اسپیکر۔ پہلا سوال میر محمد ہاشم شاہوانی صاحب کا ہے۔

٭٭ ۱۱۶ میر محمد ہاشم شاہوانی

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان کے تمام تعلیمی اداروں کے اساتذہ ہڑتال پر ہیں؟ اور سینکڑوں اساتذہ جیلوں میں بند ہیں اور اپنے جائز حقوق کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں جس کی وجہ سے طلبہ کی تعلیم سخت متاثر ہو رہی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اساتذہ کی ہڑتال کو ختم کرانے اور ان کو جائز حقوق دینے کیلئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ تفصیل دی جائے۔

وزیر تعلیم

(الف) یہ درست ہے کہ بلوچستان کے اکثر تعلیمی ادارے جزوی ہڑتال کی وجہ سے ۱۰ جون ۱۹۸۹ء سے بند تھے۔ گورنمنٹ ٹیچرز ایسوسی ایشن نے ۵ مارچ ۱۹۸۹ء

کو اپنے مطالبات کی فہرست گورنمنٹ کو دی ہے۔ جس پر محکمہ تعلیم کے افسران سے گفت وشنید جاری رہی۔ ۴/جون ۱۹۸۹ء کو ایسوسی ایشن کے عہدیداران نے چیف سیکرٹری حکومت بلوچستان سے اندریں بارہ مذاکرات کئے۔ ۲۲/جون ۱۹۸۹ء کو زیر صدارت مولانا عصمت اللہ صاحب سینیئر منسٹر ایک اجلاس ہوا جس میں اساتذہ کے نمائندے، چیف سیکرٹری، سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری خزانہ نے شرکت کی۔ تفصیلی گفت وشنید کے بعد اساتذہ کے جائز مطالبات تسلیم کر لئے گئے۔ جس کے جواب میں اساتذہ نے ۲۴/جون ۱۹۸۹ء سے ہڑتال ختم کر دی۔

(ب) اساتذہ نے اپنی ہڑتال ختم کر دی ہے، گرفتار ہونے والے اساتذہ کو رہا کر دیا گیا ہے۔ جو مطالبات تسلیم کئے گئے ہیں ان پر عمل درآمد کرنے کیلئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

*۱۱۶ **میر محمد ہاشم شاہوانی**:- (ضمنی سوال) جناب اسپیکر صاحب!

تعلیمی اداروں کی ایسوسی ایشن کے جو مسائل تھے جب انہوں نے اپنے مسائل سے محکمہ تعلیم کو آگاہ کیا تھا محکمہ تعلیم نے ان کے مسائل نہ کئے اور ان میں

تاخیر ہوئی جس کی وجہ سے محکمہ تعلیم کے اسکولوں میں ہڑتال ہوئی اگر محکمہ پہلے مسائل حل کر دیتا تو ہڑتال نہ ہوتی اور تعلیم پر برا اثر نہ پڑتا۔

وزیر تعلیم مولانا غلام مصطفیٰ جناب والا! ہمارے ان کے ساتھ مذاکرات ہوئے تھے بعض عناصر تھے ان کا ارادہ کلیتاً یہ تھا کہ مذاکرات کامیاب ہوں اور انتشار ہو ان میں بعض مطالبات ایسے تھے جو محکمہ جاتی تھے اور بعض کا تعلق محکمہ سے نہ تھا۔ جب ہڑتال ہوئی ہم غیر جانبدار رہے اب ان کے مطالبات تسلیم ہو گئے ہیں اور اس پر فیصلہ ہو گیا ہے۔ لہذا اس سوال کی ضرورت نہیں رہی۔

سردار ثناء اللہ زہری:۔ جیساکہ مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ بعض عناصر نہیں چھوڑ رہے تھے وہ ان عناصر کی وضاحت کریں۔

وزیر تعلیم:۔ یہ نشاندہی کا وقت نہیں ہے کسی اور وقت آپ پوچھیں گے تو بتا دیں گے۔

جناب اسپیکر۔ اگلا سوال۔

٭۱۲۸۔ میر محمد ہاشم شاہوانی

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

پبلک ایڈیشنل ماڈل سکول لورالائی میں داخلہ اوپن میرٹ پر ہے یا کہ ضلع وار کوٹہ پر ہے؟ نیز ضلع وار کوٹہ کی صورت میں ہر ضلع کی سیٹوں کی تعداد بتائی جائے؟

وزیر تعلیم

(الف) ماڈل ریزی ڈینشنل پبلک سکول لورالائی میں داخلہ ضلع وار میرٹ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ماڈل ریزی ڈینشنل پبلک سکول لورالائی میں نشستوں کی کل تعداد ٦٠ ہے جن کی تقسیم ضلع وار میرٹ پر کی جاتی ہے۔ البتہ کل نشستوں کا ١٠ فیصد ژوب ڈویژن کے امیدواروں کیلئے میرٹ کی بنیاد پر مختص کیا گیا ہے۔

(ب) ضلع وار کوٹہ کے تحت سیٹوں کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

	ڈسٹرکٹ		سیٹوں کی تعداد
(۱)	ژوب ڈویژن	۱۰ / کوئٹہ	۶
(۲)	لورالائی	〃	۵
(۳)	ژوب / قلعہ سیف اللہ	〃	۴
(۴)	کوئٹہ	〃	۵
(۵)	پشین	〃	۵
(۶)	چاغی	〃	۱
(۷)	کچھی	〃	۴
(۸)	زیارت	〃	۱
(۹)	تمبو	〃	۲
(۱۰)	جعفر آباد	〃	۳
(۱۱)	قلات	〃	۴
(۱۲)	خضدار	〃	۵
(۱۳)	سبی	〃	۱
(۱۴)	کوہلو	〃	۱

	ڈسٹرکٹ		سیٹوں کی تعداد
(۱۵)	خاران	۱۰ از کوٹہ	۲
(۱۶)	ڈیرہ بگٹی	//	۱
(۱۷)	لسبیلہ	//	۲
(۱۸)	تربت	//	۵
(۱۹)	گوادر	//	۱
(۲۰)	پنجگور	//	۲

میر محمد ہاشم شاہوانی۔ جناب والا! تمام اضلاع کا کوٹہ دیا گیا ہے اگر کسی ضلع کا کوٹہ چار یا پانچ طلباء ہے انمیں سے صرف ایک طالب علم درخواست دیتا ہے کیا اس ایک کو داخلہ مل جائے گا۔

وزیر تعلیم ۱۔ فہرست میں ضلع وار کوٹہ بنایا گیا ہے اگر انمیں سے ایک بھی میرٹ پر پورا اترتا ہے تو اس کا حق ہے داخلہ مل جائے گا یہ واضح ہے۔

میر جان محمد خان جمالی:- جناب والا! مولانا صاحب ذرا اس امر کی وضاحت کریں کہ کسی ضلع سے صرف ایک طالب علم ہے اور اس کے ساٹھ فی صد نمبر ہیں اور آپ نے میرٹ اور معیار کے لئے ۶۵ فی صد رکھے ہوئے ہیں میرٹ لسٹ پر تو نہیں آسکتا مگر کوٹہ موجود ہے کیا اس کو داخلہ مل جائے گا۔

وزیر تعلیم:- اس مسئلے کو ممبر صاحب نے فرصت میں ٹھیک طریقے سے پڑھا نہیں ہے اس داخلہ کے متعلق ہم نے چار دفعہ اخبارات میں اشتہارات دیا تھا پہلی دفعہ ۲۸ جون کو اور آخری تاریخ درخواستوں کی گیارہ مئی مقرر کی تھی اس میں بعض لڑکے نہیں آسکے تھے پھر اس تاریخ کو کینسل کر کے ۳۰ مئی کو پھر کوئٹہ کے مقامی اخبار جنگ اور مشرق میں اشتہار دیا تھا اس کو وسیع پیمانے پر مشتہر کیا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ تمام اضلاع کے طلباء شرکت کریں عید وغیرہ کی تعطیلات کی وجہ سے تمام شریک نہیں ہو سکے اس اشتہار کو پھر ایک دفعہ اخبارات میں دیا گیا اور معیار ۸۹ - ۶ - ۲۲ والے اشتہار کا رکھا تھا جو میرٹ پر نمبر پر آگئے ان کو داخلہ مل گیا۔ سیٹوں کی وضاحت ضلع وار کی گئی ہے اخبار میں ان کو چار دفعہ دیا گیا

میر جان محمد خان جمالی:- جناب والا! اخبار کا معاملہ اور ہے اگر اسمیں ریکھا وغیرہ کی تصویر نہ ہو وہ بکتے نہیں میں مولانا صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے داخلہ کے معیار کے لئے ساٹھ فی صد نمبر مقرر کئے ہوئے ہیں اور اگر اس ضلع سے لتنے نمبروں والا طالب علم نہیں آتا ہے تو کیا جس کے ۵۸ فی صد نمبر ہیں اس کو داخلہ ملے گا جو معیار کے نزدیک ترین ہے۔

وزیر تعلیم:- جو معیار مقرر کیا گیا ہے اگر اس پر پورا نہیں اترتا ہے تو اس کو داخلہ نہیں ملے گا۔

جناب اسپیکر:- یہ ایک پالیسی میٹر ہے اس کے بارے میں مولانا صاحب سے بعد میں پوچھ لیا جائے گا۔ اس کا فیصلہ بعد میں کیا جائے گا۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر صحت) جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ میرے خیال میں پروفیشنل کالجز میں سیٹ کے لئے جس کے مارکس زیادہ آتے ہیں فرسٹ چانس اس کو دی جاتی ہے۔ اگر کہیں کئی لڑکے ایسے ایسے ہیں جن کے

مارکس برابر ہوں تو پھر میٹرک کے مارکس اسکا معیار رکھتے ہیں یعنی میٹرک کے مارکس دیکھے جاتے ہیں اس کے علاوہ attempts دیکھے جاتے ہیں۔ جناب والا! اسکے علاوہ جب ایڈمیشن پالیسی بناتے ہیں تو پراسپیکٹس میں اس کی وضاحت کردی جاتی ہے۔ یعنی اسمیں کوئی ایسی complication نہیں ہے۔

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب والا! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی ضلع میں سب خلیفے نکلتے ہیں تو کیا آپ سیٹیں خالی چھوڑیں گے کوئی معیار پر پورا نہیں اترتا اس کو آپ کیسے ایڈجسٹ کریں گے؟ خلیفوں کا کیا کریں گے؟

جناب اسپیکر۔ سب تو نالائق نہیں نکلتے بہرحال یہ پالیسی میٹر ہے ایجوکیشن پالیسی کابینہ ہے۔ وہ پالیسی بناتے ہیں فیصلے کرتے ہیں۔

میر جان محمد جمالی۔ جناب والا! کب تک یہ پالیسی ہوگی۔ اسکا اعلان کردیں یہ بڑی ضروری چیز ہے۔

جناب اسپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوا۔

جیساکہ آپ کو علم ہے ایم پی اے مسٹر صادق عمرانی گرفتار ہیں۔ ایس ڈی ایم نے اس کے بارے میں لکھا ہے۔ میرے اختیار میں ہے کہ میں آپکو اطلاع دے دوں میں آپ کے سامنے یہ لیٹر پڑھتا ہوں۔

To,

PLACE: Dera Allah Yar
Date : Oct 1st, 1989.

The Speaker,
Balochistan Provincial Assembly.

Sir,

I have the honour to inform you that I have found it my duty to inform you, that in the exercise of the powers conferred upon Assistant Commissioner SDM, Dera Murad Jamali under Section 36 and 83-84 of Criminal Procedure Code and the non bailable warrants issued by him in pursuance of these powers to direct that Mr. Mohammad Sadiq Umrani, Member of the Provincial Assembly of Balochistan, be arrested for investigation in murder case of leview sowar Rawat Khan, who was killed in his native village (Tendawah) on 9th May,1989.

Mr. Mohammad Sadiq Umrani, Member of the Provincial Assembly of Balochistan was accordingly arrested at Dera Allah Yar on 1st of October, 1989, and is presently being lodged in Levies lock-up in Dera Murad Jamali.

A copy of non bailable warrants issued by the Assistant Commissioner, SDM, Dera Murad Jamali is annexed for your kind perusal.

Sd/-

Deputy Commissioner/
District Magistrate,
Tamboo at Dera Murad Jamali.

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر:۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں گے۔

سیکرٹری اسمبلی (مسٹر اختر حسین خان) میر ظفر اللہ خان جمالی ایم پی اے نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آجکے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی :- مولوی جان محمد صاحب ایم پی اے نے علالت کے باعث آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی - مولوی عبدالسلام صاحب وزیر پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ سرکاری دورے پر لاہور گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:- مولوی فیض اللہ اخوندزادہ ایم پی اے صاحب نے ذاتی معروفیات کی بناء پر آج مورخہ ۴ راکتوبر ۸۹ سے ۱۵ اکتوبر ۸۹ تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:- بیگم رضیہ رب ایم پی اے ملک سے باہر گئی ہوئی ہیں اسلئے اُنہوں نے مورخہ ۲ ستمبر ۸۹ء سے موجودہ سیشن کے اختتام تک رخصت کی درخواست کی ہے

جناب اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:- میر محمد صالح بھوتانی - ایم پی اے نے ذاتی معروفیات کی بناء

پر مورخہ یکم اکتوبر اور آج ۴ اکتوبر ۸۹ کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔

جناب اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:- بیگم حکیم لچمن داس ایم پی اے نے ذاتی مصروفیت کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔

جناب اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

تحریک التواء

جناب اسپیکر:- میر محمد ہاشم شاہوانی صاحب کی ایک تحریک التواء ہے ۔ میر صاحب اپنی تحریک التواء ایوان میں پیش کریں ۔

میر محمد ہاشم شاہوانی:۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں تحریک التوائیش کرتا ہوں کہ ۔

بلوچستان کے تعلیمی اداروں میں طلباء کیلئے ہاسٹل کی الاٹمنٹ پر طلبہ کے درمیان شدید بے چینی سے پائی جاتی ہے ۔کیونکہ مستحق اور حقیقی ضرورت مند طلبہ کو ہاسٹلوں کے کمرے الاٹ نہیں ہو رہے ۔ بلکہ ان میں ٹھیکیدار، تاجر، رکشہ ڈرائیور اور دیگر افراد جو طالب علم نہیں عرصہ سے رہائش پذیر ہیں اس صورتحال سے طلبہ میں پائی جانے والی بے چینی ایک اہم سنگین اور ہمارے قومی مستقبل کو متاثر کرنے والا مسئلہ ہے لہذا براہ کرم اسمبلی کی باقاعدہ کاروائی روک کر تحریک التواء ہذا پر بحث کی اجازت دی جائے ۔

جناب اسپیکر ۔ تحریک التواء یہ ہے کہ ۔

بلوچستان کے تعلیمی اداروں میں طلبہ کے لئے ہاسٹل کسی الاٹمنٹ پر طلبہ کے درمیان شدید بے چینی پائی جاتی ہے کیونکہ مستحق اور حقیقی ضرورت مند طلبہ کو ہاسٹلوں کے کمرے الاٹ نہیں ہو رہے ۔ بلکہ ان میں ٹھکیدار، تاجر، رکشہ ڈرائیور اور دیگر افراد جو طالب علم نہیں عرصہ سے رہائش پذیر ہیں ۔ اس صورتحال سے طلبہ میں پائی جانے والی

بے چینی ایک اہم سنگین اور ہمارے قومی مستقبل کو متاثر کرنیوالا مسئلہ ہے۔ لہٰذا براہ کرم اسمبلی کی باقاعدہ کارروائی روک کر تحریک التوا ہٰذا پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب اسپیکر۔ میر محمد ہاشم شاہوانی صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

میر محمد ہاشم شاہوانی۔ جناب اسپیکر۔ جیساکہ آج ایک اہم مسئلہ جس کا تعلق بلوچستان کی تعلیم سے ہے کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! آبادی کے لحاظ سے بلوچستان ملک کا سب سے چھوٹا لیکن رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور تعلیم کے لحاظ سے بھی سب سے پسماندہ ہے۔ مدتوں کی جدوجہد کے بعد بلوچستان کو ایک یونیورسٹی ملی جہاں ہمارے طلباء جن کو ہم تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیجتے ہیں سیاست کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے میں اس معزز اس معزز ایوان میں سے خاص طور پر اس یونیورسٹی کے ہوسٹلوں کے بارے میں تحریک التواء پیش کی ہے اور اس پر سنجیدگی سے غور کرنا مناسب ہوگا کیونکہ لوگ ہمیں منتخب کرکے اپنے نمائندوں کی حیثیت سے یہاں بھیجتے ہیں تاکہ ان کے مسائل حل ہوں اسیطرح ہم لوگوں سے لمبے چوڑے وعدے اور اقرار کرکے آتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں ہوسکتا۔ ہوسٹلوں کے بارے میں پہلے بھی کافی بات چیت ہوئی۔ یہیں ہمارے وزیر تعلیم نے یہ فرمایا تھا کہ ہوسٹلوں میں داخلہ میرٹ پر ہوگا لیکن

کافی عرصہ گزر نے کے باوجود آج تک میرٹ کی بنیاد پر داخلہ نہیں دیا گیا جیساکہ بعض تنظیموں نے ان ہوسٹلوں پر اپنا قبضہ جما رکھا ہے جن پر باقاعدہ ان تنظیموں کے سائن بورڈ آویزاں ہیں کہ یہ فلاں فلاں تنظیم کا ہے ۔

جناب اسپیکر۔ تعلیم ہمارے قوم کا بنیادی مسئلہ ہے آج جو حالت ہے اس کے تحت تعلیم سے بے بہرہ رہ جانے والی قومیں اپنی بقاء کی جنگ ہار جاتی ہیں ۔ ہمارے پسماندہ صوبے میں تعلیمی ادارے میلوں کے فاصلے پر ہیں جہاں طلباء داخل ہوتے وقت رہائشی الجھنوں ....

مسٹر سعید احمد ہاشمی۔ (وزیر قانون) (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر ! معزز رکن اپنی تحریک التوا کی ایڈمیزابیلٹی پر بات کریں وہ تو ایسے سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں گویا یہ تحریک ایڈمٹ ہو چکی ہو۔

جناب اسپیکر۔ میر صاحب آپ اس سے متعلق بات کریں ۔

میر محمد ہاشم شاہوانی۔ جناب اسپیکر۔ گزارش یہ ہے کہ بعض طلبائ تنظیموں نے

ان ہاسٹلوں پر قبضہ جما رکھا ہے جو تنظیمیں اکثریت میں ہیں وہ تھوڑی تعداد میں ہونے والی تنظیموں کے طلباء کو ہوسٹلوں میں نہیں رہنے دیتے۔ جبکہ ان ہوسٹلوں میں رکشہ ڈرائیوروں ٹھیکیدار اور ملازمین وغیرہ کو کمرے الاٹ کئے گئے ہیں۔ جیسا میں نے کہا یہاں میرٹ کی بنیاد پر داخلہ کیلئے پالیسی بنائی گئی تھی لیکن ابھی تک اس پر عمل درآمد کیوں نہیں ہوا۔ جناب والا! اس قسم کے اقدامات ہوسٹلوں میں نہ کئے جائیں۔ لہذا آپکی خدمت میں گزارش ہے کہ میری تحریک التوائ کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: مسٹر سعید احمد ہاشمی وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب اسپیکر! میں اس تحریک التواء کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ یہ معاملہ نہ تو فوری اہمیت کا ہے اور نہ ہی اتنی ارجنٹ ہے۔ اگر معزز رکن یہ سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ فوری نوعیت کا ہے تو کم از کم جیسے ہی یہ سیشن شروع ہوا تھا انہیں اپنی تحریک التوائ سامنے لانا چاہیئے تھی قاعدہ کے مطابق آج اس پر تحریک التوا نہیں آسکتی۔ معزز رکن یہ بھی کر سکتے تھے کہ حکومت پر اس معاملے کے لئے زور دے سکتے تھے۔ اور یہ بھی کر سکتے تھے کہ اس پر قرارداد لاتے تو میں ان نکات کی وجہ سے اس تحریک التواء کی مخالفت کرتا ہوں

میں سمجھتا ہوں کہ ویسے بھی معزز رکن نے جو کچھ کہنا تھا آپ کی مہربانی سے وہ کہہ چکے ہیں اور ضرورت بھی نہیں رہی ہے۔ شکریہ۔

نواب محمد اسلم رئیسانی:۔ جناب والا! میں تحریک کے حق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ یہ فوری نوعیت کا معاملہ نہیں ہے جبکہ حکومت نے کہا ہے کہ ہم ان کمروں کو ان ہوسٹلوں کو میرٹ کی بنیاد پر الاٹ کریں گے۔ لیکن ....

جناب اسپیکر:۔ رئیسانی صاحب یہ تحریک التوا ابھی تک ایڈمٹ نہیں ہوئی ہے

وزیر خزانہ:۔ (مولوی عصمت اللہ) جناب اسپیکر! جس مسئلہ کی طرف ہاشم شہوانی صاحب نے جو تحریک التوا پیش کی ہے۔

جناب اسپیکر:۔ مولانا صاحب میری بات بھی سنیئے یہ تحریک التوا ابھی تک ایڈمٹ نہیں ہوئی اور تحریک ابھی تک زیر بحث نہیں لائی گئی۔

مسٹر جان محمد خان جمالی ۔ اسپیکر صاحب آپ اس پر اپنا فیصلہ تو دیں اس تحریک التوا کی ایڈمیز بیلٹی ہوئی ہے یا نہیں اس کے بعد اس پر ہم کچھ بولیں گے۔

وزیر خزانہ :۔ جناب اسپیکر! یہ نامنظور تو نہیں ہوئی اس پر رائے لی جائے اس کی تائید میں، میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب اسپیکر :۔ مولانا صاحب میری بات سنیں ۔ میں کچھ آپ کو بتانا چاہتا ہوں اسکے بعد اگر آپ تقریر کرنا چاہئیں تو کرلیں ۔

وزیر خزانہ :۔ جناب والا! یہ نیا مسئلہ نہیں ہے لیکن ہمارے لئے ایک نیا مسئلہ بن جائے گا۔ معزز رکن نے اس کے لئے تحریک التوا پیش کی ہے ۔ میرے خیال میں اس مسئلے کی نزاکت کے بارے میں حکومت روز اول سے ہی محسوس کرتی تھی ۔ جب حکومت تشکیل دی جا رہی تھی ۔ اس وقت حکومت کے درمیان طے پایا تھا۔ کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے گا۔ ورنہ یہ مسئلہ حکومت کے لئے فوری حل طلب مسئلہ بن جائے گا۔ اس وجہ سے ہمارے صوبے کا یہ مسئلہ ہے ۔ یہ فوری حل طلب مسئلہ ہے۔ ہم اس ایوان کے توسط سے

اور آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتے ہیں ۔ کہ ہم ایک طرف تو مرکز سے حقوق کی بات کرتے ہیں ۔ اور دوسری طرف صوبے کے اندر بھی غریب لوگ ہیں ۔ جو بے دست وپا ہیں ۔ یا جو لوگ کمزور ہیں ۔

جناب اسپیکر :۔ پہلے میری بات سنیئے اس کے بعد آپ تحریک التوا پر تقریر کریں ۔ تحریک التوا پر میری رولنگ یہ ہے ۔

تحریک التوا کے مطابق محرک تعلیمی اداروں کے ہوسٹلوں میں الاٹمنٹ کا معاملہ ایوان میں زیر بحث لانا چاہتے ہیں ۔ لیکن انہوں نے کسی خاص معاملے کا ذکر نہیں کیا قوائد کے مطابق اس تحریک التوار کا تعلق ایک واحد متعین معاملے سے ہو جو حال ہی میں وقوع پذیر ہونا چاہیے ۔

لہذا یہ تحریک قاعدہ ۲ ، (ب) کے تحت خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے ۔

جناب اسپیکر :۔ وزیر اعلی اپنی قرار داد پیش کریں ۔

قرار داد نمبر ۱۴ منجانب نواب محمد اکبر خان بگٹی وزیر اعلی بلوچستان ۔

نواب محمد اکبر خان بگٹی (قائد ایوان)

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ ۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ :۔

وفاق اور وفاقی یونٹوں کی حکومتوں کے مابین موجودہ کشیدہ تعلقات ، وفاقی حکومت کی جانب سے صوبوں کے آئینی اختیارات میں بڑھتی ہوئی غیر آئینی مداخلت اور دیگر تصفیہ طلب آئینی اور قانونی معاملات پر تفصیلی غور کرنے کے لیئے مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس فوری طور پر طلب کرے تاکہ اس میں درج ذیل فوری حل طلب مسائل زیر بحث لاکر ان کے آئینی حل کی صورت نکالی جا سکے ۔

(۱) گیس کے ترقیاتی سرچارج کی آمدنی کی صوبے کو منتقلی ۔

(۲) دیہاتوں کو صوبائی حکومت کی جانب سے فراہم کردہ لسٹ کے مطابق بجلی کی فراہمی ۔

(۳) وفاقی ملازمتوں میں بلوچستان کے صوبائی کوٹہ پر مکمل عملدرآمد ۔

(۴) پیپلز ورکس پروگرام کے نام پر صوبائی حکومت کے آئینی دائرہ اختیار میں غیر آئینی مداخلت کا تدارک ۔

(۵) صوبے میں موجود وفاقی اداروں کو آئین اور قانون کیمطابق صوبائی حکومت کی معاونت کی

۵ تاکید کرنا ۔

(۶) بلوچستان کے ترقیاتی منصوبوں کیلئے مختص رقوم میں فوری اضافہ اور بلوچستان کے ذرائع آمدورفت کی ترقی اور صنعتی منصوبوں کی خاطر رقم کی فراہمی ۔

جناب اسپیکر :۔ قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ :۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ :۔

وفاق اور وفاقی یونٹوں کی حکومتوں کے مابین موجود کشیدہ تعلقات ، وفاقی حکومت کی جانب سے صوبوں کے آئینی اختیارات میں بڑھتی ہوئی غیر آئینی مداخلت اور دیگر تصفیہ طلب آئینی اور قانونی معاملات پر تفصیلی غور کرنے کیلئے مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس فوری طور پر طلب کرے تاکہ اس میں درج ذیل فوری حل طلب مسائل زیر بحث لا کر ان کے آئینی حل کی صورت نکالی جاسکے ۔

(۱) گیس کے ترقیاتی سرچارج کی آمدنی کی صوبے کو منتقلی ۔

(۲) دیہاتوں کو صوبائی حکومت کی جانب سے فراہم کردہ لسٹ کیمطابق بجلی کی فراہمی ۔

(۳) وفاقی ملازمتوں میں بلوچستان کے صوبائی کوٹہ پر مکمل عملدرآمد ۔

(۴) پیپلز ورکس پروگرام کے نام پر صوبائی حکومت کے آئینی دائرہ اختیار میں غیر آئینی

مداخلت کا تدارک ۔

(۵) صوبے میں موجود وفاقی اداروں کو آئین اور قانون کے مطابق صوبائی حکومت کے معاونت کی تاکید کرنا۔

(۶) بلوچستان کے ترقیاتی منصوبوں کیلئے مختص رقوم میں فوری اضافہ اور بلوچستان کے ذرائع آمدورفت کی ترقی اور صنعتی منصوبوں کی خاطر رقم کی فراہمی ۔

نواب محمد اکبر خان بگٹی ۔ (وزیر اعلیٰ / قائد ایوان) جناب اسپیکر ۔ میں قائد ایوان اور صوبائی انتظامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے آپکی توجہ ایک نہایت اہم موضوع کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں ایوان کے رائے کا متمنی ہوں ۔ اس موضوع کا تعلق وفاقی حکومت کے ان رویوں اور اقدامات سے ہے جن کی وجہ سے ہماری صوبائی حکومت کے لئے زور بروز مشکلات میں اضافہ ہی نہیں ہو رہا بلکہ ہم اس صوبائی خود مختاری سے بھی محروم ہیں جو ہمارا آئینی حق ہے ۔ مسٹر اسپیکر ۔ آپ جانتے ہیں کہ گیارہ سال کے طویل مارشل لاء اور آمریت کے بعد جمہوریت کا آغاز ہوا ہے اور یہ ایوان ملک کے دوسرے صوبائی ایوانوں کیطرح انتخابی مراحل سے گزر کر عوامی نمائندوں کے ایوان کی حیثیت سے اقتدار سنبھالے ہوئے ہے ۔ انتخابی نتائج کی وجہ سے وفاق اور صوبوں میں مختلف سیاسی جماعتیں برسر اقتدار

آئی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وفاق اور صوبوں کے تعلقات ہموار کرتے اور صوبائی حکومتوں کو صوبے کے عوام کی حق رسی اور فلاح و بہبود کے کاموں کی سہولت دینے کے لئے آئین کا احترام کرتے ہوئے عملاً آئینی صوبائی خودمختاری دی جاتی۔ لیکن بدقسمتی سے وفاقی حکومت نے اپنی پارٹی کے مفاد کیلئے آئین کو نظرانداز کر دینے اور کم از کم دو صوبوں کو سیاسی اور اقتصادی مسائل سے دوچار کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ وفاقی حکومت نے جمہوریت کے اوائل ہی سے بلوچستان کو آئینی جمہوری حقوق سے محروم رکھنے کے جو اقدامات کئے ان کا آپ سب کو بخوبی علم ہے جس انداز میں اس ایوان کو توڑا گیا اور بعد میں جیسے حالات رونما ہوئے وہ سب آئین کے خلاف ورزی کا کھلا ثبوت ہے اگر اس کا عدالتی فیصلہ نہ ہوتا تو اس وقت غاصب حکومت کی سرپرستی میں اپنی حکومت بنا چکے ہوتے اور ہم عوام کی بڑی اکثریت کے نمائندے ہوتے ہوئے بھی معزول سمجھے جاتے اور اپنے عوام کے خدمت کا حق ادا نہ کر سکتے۔ خدا کے فضل سے اسمبلی کی بحالی کے آزاد عدالتی فیصلے اور عوام کی امنگوں نے آج ہمیں یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ ہم نہ صرف وفاقی حکومت کے سیاسی اور غیر آئینی عزائم کو ناکام بنا دیں بلکہ آئین کے تحت وفاقی حکومت سے ہمیں جو حقوق ملنے چاہئیں انہیں آئینی اور قانونی طور پر حاصل کریں تاکہ ہمارے عوام کے حقوق کا تحفظ اور ان کی فلاح و بہبود کے ضمانت مل سکے آپ کو یہ علم ہوگا کہ ہماری حکومت مختلف اوقات

میں ذرائع ابلاغ اور دوسرے میسر ذرائع سے صدائے احتجاج بلند کرتی رہی ہے اور وفاقی حکومت کو اپنی ضرورتوں کا احساس دلاتی اور اپنے آئینی حقوق کے طرف متوجہ کرتی رہی ہے ۔ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وفاقی حکومت نے بلوچستان کی حق تلفی کا کوئی ازالہ نہیں کیا۔ وفاقی ملازمتوں میں بلوچستان کا مسئلہ تناسب ترقیاتی پروگراموں کے لئے مناسب رقم پانی اور بجلی کے فراہمی مکران کے میرانی ڈیم کی تعمیر، بندرگاہوں کی تعمیر اور توسیع اور ترقی، سوئی گیس کے ڈیولپمنٹ سرچارج کی آمدنی اور دیگر صوبائی وسائل میں صوبے کا حصہ ایسے مسائل ہیں جن کا صحیح حل ہی صوبے کی ترقی اور خوشحالی کا ضامن ہو سکتا ہے لیکن وفاقی حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی ۔

جناب اسپیکر۔ آپ جانتے ہیں کہ وفاقی طرز حکومت میں صوبوں کی حیثیت اہم اکائیوں کی ہوتی ہے ۔ وفاق اور وفاقی یونٹوں کے درمیان اختیارات اور رقوم کی تقسیم اور دیگر اہم امور کے بارے میں آئینی تقاضوں کو کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا نہ تمام معاملات آئین میں طے شدہ ہیں متنازعہ مسائل کے حل کے لئے بھی طریق کار آئین میں موجود ہے چنانچہ میں نے یہی مناسب سمجھا کہ آئین کی ان دفعات پر زور دوں جو وفاق اور صوبوں کے تنازعوں کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں ۔ میں نے اس امید پر قومی اقتصادی کونسل کے اجلاس میں شرکت کی کہ شاید ہمارے صوبے اور وفاق کے درمیان ترقیاتی رقوم کی تقسیم

ہماری اشد اور فوری ضرورتوں کے مطابق ہو سکے اور بلوچستان کی معاشی پسماندگی کو پیش نظر رکھ کر ہمارے ترقیاتی منصوبوں کے لئے زیادہ رقوم مختص کی جا سکے ۔ بلوچستان کے بارے میں وفاقی حکومت کی جانب سے ترقیاتی منصوبوں کے لئے پالیسی اور منصوبے بناتے وقت صوبے کو اعتماد میں لیا جائے اور واپڈا کے ذریعے بلوچستان کے دیہات اور قصبوں کو آئین کے مطابق صوبائی حکومت کی فراہم کردہ لسٹ کے مطابق بجلی فراہم کی جائے اور سوئی گیس کے ترقیاتی سرچارج کے پورے ریونیوز بلوچستان کو دیئے جائیں مگر مذکورہ اجلاس میں ہماری شرکت بے سود رہی ہماری پیش کردہ تمام تجاویز کو یکسر مسترد کر دیا گیا اجلاس میں ایسے مسائل پیدا کر دیئے گئے جن کے نتیجے میں اجلاس کے سود مند ہونے کا کوئی امکان نہیں رہا ۔ اس فورم میں ناکام شمولیت کے بعد میں نے وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کو ۲۴ مئی ۱۹۸۹ء کو ایک خط لکھا کہ قومی اقتصادی کونسل مسائل کا حل نہیں ہے میں نے آئین کی دفعات ۱۵۳ اور ۱۵۴ کی طرف انکی توجہ مبذول کرائی اور مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس طلب کرنے کا مطالبہ کیا اور یہ بھی کہا کہ یہ اجلاس بجٹ سیشن سے پہلے منعقد کیا جائے تاکہ صوبائی حکومت کے لئے مختص کی جانے والی رقم منصفانہ ہو ۔ میری اس عرضداشت کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہ ہوا اس سے پہلے بھی میں نے ایک اور نیم سرکاری خط کے ذریعے محترمہ بینظیر بھٹو کی توجہ آئین کے آرٹیکل ۱۵۴ کی طرف مبذول کرائی تھی اور اس بات پر زور دیا تھا کہ مارشل لاء کے دور میں جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی قائم کردہ

مشترکہ مفادات کی کونسل کو غیر قانونی طور پر ختم کیا گیا تھا اس ادارے کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ وفاق اور وفاقی یونٹوں کے مابین متنازعہ مسائل کو آئینی طور پر حل کیا جائے حیرت ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت جمہوریت کے بلند بانگ دعوے تو کرتی ہے لیکن جمہوری تقاضوں کو پورا کرنے اور آزمائش سے گزرنے سے گھبراتی ہے اور مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلانے سے ڈرتی ہے اس ڈر اور خوف کے باعث مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلانے کی بجائے وفاقی حکومت نے صوبائی رابطے کی وزارت کے قیام کا اعلان کیا یہ وزارت گویا مشترکہ مفادات کی کونسل کے متبادل کے طور پر قائم کیا ہے۔ اس لئے یہ یکسر غیر آئینی ہے اور آئین کی ایک سنگین خلاف ورزی ۔ جناب اسپیکر۔ میں نے وفاق اور صوبے کے تعلقات استوار رکھنے اور بلوچستان کے آئینی حقوق کے حصول کی جتنی کوششیں بھی کیں وہ وفاقی حکومت کی سرد مہری کی وجہ سے بے نتیجہ ثابت ہوئیں وفاقی حکومت کے بے جا ضد اس کے سیاسی عزائم اور اختیارات کے ناجائز استعمال کی وجہ سے ہمارے مسائل روز بروز پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں اور ہماری مشکلات بڑھتی جا رہی ہیں ہیں اپنی جائز آمدنی سے جو سوئی گیس ترقیاتی سرچارج کی رقوم سے حاصل کرنے کا حق ہے مسلسل محروم رکھا جا رہا ہے ۔ وفاقی حکومت عوام کے خون پسینے سے حاصل شدہ رقم کو پیپلز ورکس پروگرام کے تحت صوبائی حکومت کے مشورے اور منصوبہ بندی کے بغیر اپنے سیاسی کارندوں کے ذریعے خرچ کرنے پر تلی ہوئی ہے یہ طریق کار صوبائی خودمختاری

میں کھلی مداخلت ہے ہم نے وفاقی حکومت کو لاکھ سمجھانا چاہا کہ ہمارے صوبے کے جن ترقیاتی کاموں کی اشد ضرورت ہے ان میں ترجیحاتی درجہ بندی صرف صوبائی حکومت ہی کر سکتی ہے اور صوبائی حکومت ہی اس پر عمل درآمد کی مجاز ہے لیکن ہماری کوشش بے سود ثابت ہوئی۔ وفاقی حکومت نے نیم فوجی ادارے فرنٹیئر کور کو آلۂ کار بنا کر پیپلز ورکس پروگرام کے تحت اشیاء کی نقل و حرکت اور تقسیم کا کام شروع کرنے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ صوبائی نظم و نسق میں مداخلت بے جا کر کے قانون نافذ کرنے والے ایک صوبائی ادارے کی توہین بھی کرائی۔ حالانکہ اس ادارے کا فرض ہے کہ وہ صوبائی حکومت کے تحت عمل کرے مگر وفاقی حکومت اس قومی ادارے کو صوبے میں ایک متوازی حکومت قائم کرنے پر بضد ہے۔

جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی معاملات میں وفاقی حکومت کے بے جا مداخلت صوبائی خودمختاری کی بے حرمتی کے سدباب متنازعہ مسائل کے حل صوبے کے قانونی اور آئینی حقوق کے تحفظ اور خود وفاق کو ایک حقیقی وفاق بنانے کے لئے مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس طلب کرنا اشد ضروری ہو گیا ہے۔ یہ کونسل آئین کے تحت ایک ایسا ہی مستقل ادارہ ہے۔ جس طرح خود پارلیمنٹ اور انتظامیہ یہ ایک آئینی ادارہ ہے اسلئے اسکے باقاعدہ اجلاس ایک آئینی تقاضہ ہیں۔ اس کے ارکان جبکہ مارچ ۱۹۸۹ء میں نامزد ہو چکے ہیں۔ لیکن سات ماہ کا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس آئینی ادارے کا اجلاس طلب نہ کرنا گویا نہ صرف آئینی

تقاضوں کو نظر انداز کرنا ہے بلکہ خود آئین سے انحراف کے مترادف ہے۔ آئینی مسائل کو آئینی ذرائع سے حل کرانے کی واحد صورت یہ ہے کہ اس ضمن میں آئینی اداروں کی مدد لی جائے۔ اس ضمن میں چونکہ آئینی ادارہ مشترکہ مفادات کی کونسل ہی ہے اس لئے تمام متنازعہ قانونی اور آئینی مسائل اس کے اجلاس میں رکھے جائیں اور اگر اس سلسلے میں آئین کے مطابق پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلا کر ایسے تمام مسائل وہاں پیش کئے جا سکتے ہیں جسکے فیصلے کو حتمی حیثیت حاصل ہوگی

جناب اسپیکر! اس قرارداد کے ذریعے وفاقی حکومت پر گویا ہم اخلاقی دباؤ ڈال سکتے ہیں کہ وہ اِس آئین کی پاسداری کرتے ہوئے جس کے تحت انہوں نے حلف لیا ہوا ہے فوری طور پر مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس طلب کرے تاکہ بغیر کسی مزید تاخیر کے وفاق اور وفاقی یونٹوں کے متنازعہ مسائل کے حل کی کوئی صورت نکالی جا سکے اور ملک کسی مزید آئینی بحران کا شکار نہ ہو۔ شکریہ۔

نواب محمد اسلم رئیسانی۔ جناب اسپیکر! میں قائد ایوان کی پیش کردہ قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ تاہم چند گزارشات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں موجودہ صوبائی خود مختاری آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ ہم اس سے زیادہ صوبائی خود مختاری کا مطالبہ کرتے ہیں ہم بھی یعنی بی این پی کے نمائندہ قومی حقوق کی بات کرتے ہیں

قائدایوان نے جو مسائل یہاں پیش کئے ہیں یہ اسکی جانب ایک مثبت پیش قدمی ہے۔ جناب والا! پہلے بھی اس معزز ایوان میں اپنی بجٹ اسپیچ میں میں نے کہا تھا سوئی گیس ڈیولپمنٹ سرچارج کے بارے میں جیسے لکھا گیا ہے بلکہ ہم تو ٹوٹل ریوینیوز کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اگر صوبائی حکومت یہ مطالبہ کرے کہ سوئی گیس کے ٹوٹل ریوینیوز صوبائی حکومت کے حوالے کئے جائیں تو بہتر ہوگا۔ تاکہ اس کو ہم عوام کی فلاح وبہبود کیلئے استعمال کریں۔ لہٰذا اس میں یہ ترمیم کردی جائے تو بہتر ہوگا۔

جناب اسپیکر! فیڈرل ایجنسیز کے بارے میں جیسا کہا گیا ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں لیکن اتنا عرض کرتا چلوں کہ یہ تعاون غریب عوام کے حق میں ہونا چاہئیے نہ کہ غریب عوام کے خلاف جسطرح آپ کے مشاہدہ میں بھی ہوگا کہ آرسی ڈی پر کبھی ملیشیا فورس اور کبھی گارڈز زنجیر لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور ہمارے غریب عوام لوگ جو کراچی آتے جاتے ہیں ان کی تلاشی لینا شروع کردیتے ہیں ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔

جناب والا! پیپلز ورکس پروگرام کے بارے میں عرض کروں گا۔ کہ ہمارے بلوچستان کے حصہ میں جتنی رقم آتی ہے وفاقی حکومت اسے اسپیشل ڈولپمنٹ پروگرام میں رکھے اور اسے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کیا جائے۔ ہم اس کے حق میں نہیں ہیں وفاقی حکومت یہ رقم خود خرچ کرے۔ پہلے تو ہمیں امید نہیں کہ وفاقی حکومت یہ رقم ہمیں دیدیگی بلکہ وہ تو خود اپنی

جماعت کے ذریعے اپنے آپکو زیادہ فعال بناکر خرچ کرے گی اور لوگوں کو بتائے گی کہ ہم آپ کیلئے کام کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پیسہ کسی ذاتی جیب کا نہیں بلکہ یہ ٹیکس دہندگان کا اور غریب لوگوں کا پیسہ ہے۔ یہ کسی کے جیب سے نہیں جارہا ہے۔ لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ یہ پیسہ اسپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام میں رکھا جائے اور اس کے حوالے اسے ترقیاتی اسکیموں پر خرچ کیا جائے

جناب اسپیکر! جیساکہ آپ جانتے ہیں پہلے ہمارے نیشنل ہائی ویز پروانشل گورنمنٹ کے تحت تھیں۔ لیکن بعد میں نیشنل ہائی ویز بورڈ تشکیل دیا گیا اور یہ فیڈرل گورنمنٹ کے زیر اثر ہے۔ ہم سب نے مشاہدہ کیا ہے ہم ان سڑکوں سے گزرتے ہیں تو دیکھتے ہیں۔ جیساکہ اخباروں میں آتا ہے کہ ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ انکی حالت بالکل خراب ہے ہم وفاقی حکومت سے ان شاہراہوں کی طرف توجہ دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

جناب والا! فیڈرل سروسز کی بات آتی ہے تو میں کہوں گا کہ اس بارے میں بلوچستان کو کبھی نہیں پوچھا جاتا ہم اگر فیڈرل سروسز میں اپنے حصہ کا مطالبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلوچستان کو کوٹہ میں حق نہیں دیا جاتا تو وہ کہتے ہیں آپ آگے نہیں آتے۔ آپ فوج اور ملیشیا میں نہیں جاتے۔ اس طرح نہیں ہے جناب۔ یہاں کے لوگ ہوشیار یا ہونہار نہیں ہیں تو ہم آسمان سے لوگ نہیں لاسکتے۔ جو لوگ ہمارے پاس موجود ہیں ہم ان کو ہی سروس کیلئے پیش

کر سکتے ہیں ۔

جناب والا! میں اپنے پی این پی کے ساتھیوں کے تعاون سے اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے یہ عرض کروں گا اور پہلے نقطہ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ سوئی گیس کی ٹوٹل ریوینیوز صوبائی حکومت کے حوالے کی جائیں ۔

میر جان محمد خان جمالی :- جناب اسپیکر! حالات کی عجیب مطابقت ہے کہ ۱۹۷۰ء میں بھی چھ نکات تھے اور آج بھی چھ نکات پیش کئے گئے ہیں تاریخ یہ بتاتی ہے کہ کون صحیح تھے اور کون غلط اس وقت جن کا حق تھا ان کو نہیں ملا اور بنگلہ دیش بنا آج ہم بھی چھوٹے بھائی ہیں آبادی کے لحاظ سے اپنا حق مانگ رہے ہیں آئین کی رو سے مجھے ڈر ہے ان چھ نکات کو مختلف انداز میں پیش کیا جائے اور پھر مسئلے پیدا کئے جائیں ۔ خدا کا شکر ہے آج جب لوگ دورے پر جاتے ہیں بنگلہ دیش جاتے ہیں ۔ مسکراہٹیں بھی ہیں حاضریاں بھی ہوتی ہیں خوشیاں بھی ہوتی ہیں اچھا ہے ہم اس دور سے نکل آئے جب وہ وہاں تھے اور ہم یہاں ۔ اب میں ان چھ نکات کو دوبارہ دہراتا ہوں ایسا نہ ہو ہمارے دوست اسلام آباد میں اسے غلط رنگ میں پیش کریں ۔ کیوں کہ سرسبز علاقے ہیں ان کی رونقیں اور ہیں ۔ ان کی زندگیاں اور ہیں ان کی ضروریات اور ہیں یہ بلوچستان کی معاشی اور سیاسی موت وزیست کا مسئلہ

ہے ان ہی نکات کو ہم آرٹیکل ۱۵۴ کے تحت قائد ایوان نے کونسل آف کامن انٹرسٹ میں پیش کیا لکھا بھی ہے۔ جناب والا! میں تو بہت نوجوان ہوں۔ قائد ایوان کی باتوں سے مجھے امید تو بہت ہے۔ ڈائیلاگ اس سے پہلے ختم کر لینی چاہئیں تھیں لیکن یہاں ایسا نہ ہو کہ ہم کہیں پوائنٹ آف نو ریٹرن پر نہ پہنچ جائیں۔ میرے خیال میں ڈائیلاگ سے بات آگے بڑھ گئی ہے کونسل آف کامن انٹرسٹ کی بات آئین کے مطابق ہو رہی ہے اگر یہ کونسل نہ بیٹھی تو ہم بلوچستان والے پھر کیا کریں گے؟ یا تو سپریم کورٹ میں جائیں گے۔ کہ آئین پر ہی عمل نہیں ہو رہا ہے یہ گنجائش بھی ہم نے رکھی ہوئی ہے۔ اس حد تک بات ابھی نہیں پہنچی مگر تاریخ سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اور میری گذارش سارے ایوان سے ہے۔ اس قرار داد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔ وہ جو نواب محمد اسلم رئیسانی نے ٹوٹل ریونیوز کی بات کی ہے سوئی گیس پرانی ہی سے لائنوں پر عملدرآمد ہو کنکرنٹ لسٹ تو بھول گئے ۱۹۷۳ء کی لسٹ پر ۱۹۷۳ء میں عملدرآمد ہونا تھا۔ یہ چیزیں تو گئیں۔ ۲۔اگست ۱۹۸۶ء کا ایم آر ڈی کا جو اعلانیہ ہے وہ صوبائی خودمختاری کا بھی انہوں نے دستخط کیا ہے بھائی جو باتیں کی جاتی ہیں اس پر عمل کریں۔ دل آزاری نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر:۔ جان محمد جمالی کے بعد ارجن داس بگٹی۔

مسٹرارجن داس بگٹی:۔ معزز جناب اسپیکر صاحب! ہمارے قائد ایوان نے جو قرارداد پیش کی ہے اس کے حوالے سے گزارش ہے کہ یہ تو واضح حقیقت ہے کہ ہمارے قائد ایوان کی قیادت اور سیاست میں ایک دیانت ہے ۔ سچائی ہے خلوص ہے عوام دوستی ہے جن کی سیاست خود اعتمادی کی سیاست ہے ۔ ان میں بیجا جی حضور نہ تھی اور نہ ہے ۔ ان کی آواز بے شک صوبہ بلوچستان کے عوام کی آواز ہے ہمارے قائد ایوان نے ہمیشہ اصولوں کی بات کی ہے ۔ اور آئینی حقوق کی اور آئینی سیاست کی بات کی ہے ملک میں منتخب حکومت کے قیام سے لیکر آج تک وہ اپنے موقف پر قائم ہیں ۔ کہ آئین کی حاکمیت کے تحت ملکی معاملات چلائے جائیں اور آئین کی بالادستی کو حکومتی سیاست میں اولیت دی جائے ۔ لیکن بجائے اس کے موجودہ وفاقی حکومت نے اس حقیقت اور آئینی بات کو ہمیشہ پس پشت ڈالا ہوا ہے ۔ بلوچستان کو آبادی کے لحاظ سے پانچ اعشاریہ چودہ فیصد وفاقی ملازمتوں میں کوٹہ نہ دینا بلوچستان کو اس کے وسائل خاصکر سوئی گیس کے ریونیو سے محروم رکھنا اور پیپلز ورکس پروگرام کے نام پر صوبہ میں متوازی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرنا اس بات کی دلیل ہے یہ واضح بات ہے کہ ہمارے قائد ایوان نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ صورتحال بہتر ہو مگر ان کوششوں کو ناکام بنا دیا گیا ہے ۔ دنیا میں کوئی وفاقی حکومت اپنے ہی وفاقی یونٹوں کے خلاف کام نہیں کرتی ۔ مگر یہاں یہ بات رویہ اور پالیسی افسوس کن ہے نہ صرف رتبہ کے لحاظ سے بڑے یونٹ کے

خلاف ہی پالیسی اختیار کی گئی ہے وفاق کی اس غیر آئینی پالیسوں نے آج بلوچستان اور پنجاب کو ایک ساتھ کھڑا کر دیا ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ نہ تو ہمارے قائد ایوان اور نہ باقی معزز اور فاضل ارکان اسمبلی کسی منفی خیالات اور منفی مفادات کی خاطر یکجا ہوئے ہیں۔ ہم پاکستان کے تابندہ مستقبل پر یقین رکھتے ہیں۔ قومی یکجہتی اور آئین کی بالادستی اور آئین کی حکمرانی اور اس کے تحت دیگئی صوبائی خود مختاری پر عمل درآمد کی خاطر مشترکہ کوشش کو ہی ہم نے اپنا فرض سمجھا ہے اپنے عوام کے حقوق کی بات کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وفاق سے خوشگوار تعلقات قائم ہوں۔ وفاقی یونٹوں کی خوشحالی درحقیقت وفاقی حکومت کی خوشحالی ہے مضبوط حکومت برائے مضبوط یونٹ کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر! وفاق اور آئینی اداروں کو مستحکم بنانے کی مشترکہ مفادات کی کونسل کے اجلاس کی ضرورت کو محسوس کرے۔ جسطرح ہمارے قائد نے باقاعدہ تحریری مطالبہ کیا ہے وفاقی یونٹ کے تمام مسائل اور آمدنی وفاق کے ہر یونٹ یعنی صوبوں کے اپنے اختیار میں ہوں تاکہ ہر یونٹ اپنی ترقی کے لئے بہتر طریقے کیلئے استعمال کر سکے۔ وسیع ملکی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے اس معقول تجویز کو قائم رکھنا ناگزیر امر ہے۔ تاکہ مرکز اور صوبوں کے درمیان تعلقات کار کبھی اس واضح بنیادوں پر استوار ہوں تاکہ تمام تنازعہ امور و معاملات اس کونسل کے ذریعے طے ہونے کے رجحان کی تقویت پکڑے۔ جناب اسپیکر! آیئے اس حقیقت کو تسلیم کروائیں

کہ ہمارے قائد اصولوں کی بات کرتے ہیں۔ آئینی سیاست کی بات کرتے ہیں۔ ملکی اغراض و مفادات کو اولیت دیتے ہیں۔ اپنی سیاست کو جمہوری ضابطۂ اخلاق کا پابند رکھتے ہیں۔ ان بنیادوں کی وجہ سے میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اور اس معزز ایوان کے تمام فاضل ارکان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس عوامی آواز کی تائید کریں جیسا کہ میرے فاضل دوست نواب اسلم رئیسانی اور جناب جان محمد جمالی صاحب نے اس کی تائید کی ہے۔ تاکہ آئین کے تحت مرکز اور صوبوں کے درمیان تقسیم اختیارات کا احترام قائم ہو۔ وفاق اور وفاقی یونٹوں میں صوبائی خودمختاری کا ردعمل ہی جمہوریت کا تقاضہ ہے۔ بلاشبہ قوم و ملک کا مفاد اسی میں ہے خدا کرے کہ جو سیاسی جمہوری عمل جاری و ساری ہوا ہے وہ پائندہ رہے۔ شکریہ

جناب اسپیکر:۔ ارجن داس بگٹی کے بعد اب مولانا عصمت اللہ صاحب۔

ملک سرور خان کاکڑ:۔ جناب اسپیکر! پہلے میں کھڑا ہوا ہوں۔

جناب اسپیکر:۔ ٹھیک ہے آپ بھی بات کریں مگر پہلے مولانا عصمت اللہ صاحب۔

مولانا عصمت اللہ ۔ (وزیر خزانہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ ان الصاحب الحق مقالاً ۵ ۔ جناب اسپیکر اور معزز اراکین اسمبلی ۔ جیسا کہ میں نے حدیث بیان کی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ۔ حقدار لوگوں کو اپنے حقوق مانگنے کیلئے انتہائی حد تک کچھ کہنے کا مجاز ہے ۔ تو اس حدیث کے حوالے سے قائد ایوان نے جمہوریت اور آئین کے دائرہ میں رکھتے ہوئے قرارداد پیش کی ہے ۔ اس کی ہم تائید میں اور آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتے ہیں ۔ کہ بلوچستان پاکستان کا ایک اہم حصہ ہے ۔ بلوچستان کی تاریخی ہے اور جغرافیائی اہمیت سے اور بلوچستان کی پسماندگی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے مرکزی حکومت سے ہماری یہ شکایت ہے کہ وہ جمہوری طریقے سے تو برسر اقتدار آئی ہے ۔ مگر جمہوری طریقوں کو پامال کیا ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ بھی مرکز کی طرف سے ایک زیادتی تصور کی جاتی ہے ۔ مرکز کو چاہیئے تھا کہ ان کے حقوق کا خیال رکھے ۔ کیونکہ صوبے اور یونٹیں مرکز کیلئے ایک جسم کے اعضاء ہوتے ہیں ۔ مرکز یونٹوں کے بغیر وجود نہیں رکھتا ۔ اس لئے مرکز کو چاہیئے کہ صوبوں کا خیال کرتا اور ان کے آئینی اور جمہوری حقوق کو پامال نہیں کرتا بلوچستان کے عوام نے یہ ثابت کر دیا ہے ۔ کہ بلوچستان کے عوام جمہوریت پسند ہیں اور اپنے نمائندوں کو اپنے حقوق کی بازیابی کیلئے منتخب کیا ہے اب آپ کو علم ہے کہ بلوچستان سے جمہوریت کا حق

بھی شروع سے چھین لیا گیا۔ اور اس حق کو ہمیں عدالت کے ذریعہ حاصل کرنا پڑا۔ اب معلوم یہ ہوتا ہے
کہ بلوچستان کے آئینی حقوق دینے کیلئے آئینی فیصلوں کے بغیر مرکز تیار نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا
میں قائد ایوان کی قرارداد کی تائید کرتے ہوئے۔ آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ
ہم سب کو چاہیئے کہ ہم اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کریں۔ کیونکہ یہ ہمارا آئینی
اور ہمارا جمہوری حق ہے۔ اگر بلوچستان کے عوام نے جرم کیا ہے۔ تو یہ کیا ہوا کہ پیپلز پارٹی
کو ووٹ نہیں دیا ہوگا۔ بلوچستان کے عوام جانتے تھے۔ کہ پیپلز پارٹی جمہوریت کے نعرہ سے
آمریت کو مسلط کرنا چاہتی ہے۔ اس وجہ سے بلوچستان کے عوام نے پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں
دیا۔ بلوچستان کے عوام جمہوریت پسند ہیں لیکن پیپلز پارٹی کو پسند نہیں کرتے۔ یہ اس وقت
بلوچستان کے عوام نے ثابت کر دیا کہ وہ جمہوریت کو پسند کرتے ہیں۔ اور جمہوریت نواز
ہیں۔ اس وجہ سے بلوچستان کو جمہوریت سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ کبھی اسمبلی ٹوٹ جاتی ہے
کبھی بلوچستان کے عوام کو ان کے آئینی حقوق سے محروم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا میں اس قرارداد
کی تائید کرتے ہوئے میں گزارش کرونگا کہ ہمیں چاہیئے کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور
کریں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر :- مولانا عصمت اللہ صاحب کے بعد قرارداد پر محمد سرور خان

کاکڑ تقریر فرمائیں گے۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ:۔ جناب اسپیکر! میں عزت ماب قائد ایوان اور وزیر اعلیٰ بلوچستان کی قرار داد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

بلوچستان کے تمام جائز قانونی اور آئینی حقوق وفاقی حکومت سے تسلیم کرانا، صوبے کی زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کے عمل کے لئے سازگار حالات پیدا کرنا اور عوام کی بہتر زندگی اور خوشحالی کے مواقع مہیا کرنا اس معزز ایوان کے بنیادی فرائض اور ذمہ داریوں میں شامل ہے اسلئے ان مقاصد کی خاطر کوئی آواز، مطالبہ یا قرارداد قائد ایوان کی جانب سے پیش ہو یا کوئی اور معزز رکن پیش کرے اسکی تائید و حمایت پورے ایوان اور اس کے تمام ارکان کی ذمہ داری بن جاتی ہے اور اس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا فرق بھی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ صوبے کی ترقی و خوشحالی اور ہمارے عوام کے تمام آئینی و قانونی حقوق کا حاصل کرنا ہم سب کا منصبی فریضہ ہے اس لئے صوبے کے عوام کے ساتھ اپنے عہد یعنی Commit-ment اور اس ایوان کے مجموعی منصب کی بناپر میں قائد ایوان کی پیش کردہ قرارداد کی پوری پوری تائید کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے تمام ارکان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ بھی مکمل اتفاق رائے سے اس کی حمایت کریں تاکہ پوری قوم کو اندازہ ہو سکے

کہ بلوچستان کے آئینی حقوق و مفادات اور صوبے کے عوام کی ترقی و خوشحالی کے مسئلے پر پورا بلوچستان فرد واحد کی طرح متحد ہے۔

جناب والا! ان گزارشات کے بعد میں ان امور کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جن کا تعلق بلوچستان کے حقوق اور مفادات سے ہے ایک پسماندہ اور چھوٹا صوبہ ہونے کی بنا پر ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم عوام کی خوشحالی اور صوبے کی تیز رفتار ترقی کیلئے زیادہ سے زیادہ وسائل فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ اس کیلئے ایک مثبت اور تعمیری حکمت عملی اختیار کرنے کی ضرورت ہے

جناب اسپیکر! جمہوریت کا دوسرا نام تمام فریقوں کی جانب سے رواداری احترام باہمی اور مفاہمت کا اظہار ہے اگر جمہوریت میں ان تعمیری جذبوں کو شامل نہ رکھا جائے تو اس سے جمہوریت کی روح مجروح ہوتی ہے اور باہمی اختلاف بڑھ کر ایسی شکل اختیار کر جاتا ہے کہ پھر اتفاق رائے اور مفاہمت کے جذبوں سے رہنمائی حاصل کرکے مسائل کو حل کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ ہم ایک ایسی ہی صورتحال سے دوچار ہے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی جانب سے بلوچستان اور پنجاب کے حقوق و مفادات کے سلسلے میں بعض ایسے اقدامات کئے گئے ہیں جو کسی طرح بھی مناسب اور جمہوری اقتدار کے مطابق نہیں۔ لیکن ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا چاہئے کہ اس تنازعہ میں

بلوچستان اور پنجاب کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہیں ایسی فضا میں دونوں متاثرہ صوبوں کا ایک دوسرے سے اخلاقی حمایت کرنا یقیناً مفید اور ضروری ہے ۔

جمہوری عمل میں وفاقی اور صوبائی حکومت دونوں کی جانب سے مصالحت کے بجائے تصادم کا رویہ اختیار کرنا ہمارے عوام کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا ہے اور صوبے کی اقتصادی ترقی اور ذہنی سکون میں خلل پڑا ہے یہ ایک منفی رویے کی علامت ہے ۔ اس سے مثبت نتائج حاصل نہیں کئے جا سکتے اس لئے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت اور دونوں کو جمہوریت کے استحکام اور عوام کے فلاح کی خاطر اپنے اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کی ضرورت ہے ۔

جناب اسپیکر! میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جمہوریت صرف جمہوری اقدار روایات کی پابندی کے ذریعے ہی چڑھ سکتی ہے ۔ اور اس طرح جمہوریت کے فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں ان حقائق کی روشنی میں عزماب قائد ایوان اور وزیر اعلیٰ کی قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے اس بات پر زور دوں گا کہ جہاں تک ممکن ہو وفاقی حکومت کے ساتھ مفاہمت کی راہ اختیار کی جائے اور تصادم کی موجودہ فضا کو ختم کرنے کی مخلصانہ کوشش کی جائے تاکہ ہمارے عوام کو ذہنی کشمکش اور اقتصادی بد حالی سے نجات ملے اور ان کے جائز قانونی اور آئینی حقوق حاصل کرنے کے لئے فضا ساز گار ہو سکے ۔

جناب اسپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک بار پھر عزت ماب قائد ایوان کو یہ مشورہ دونگا کہ وہ ٹھنڈے دل سے بلوچستان کو درپیش حالات مشکلات اور ان کے تقاضوں پر غور کریں اور جسقدر جلد ممکن ہو خود پہل کرکے ایک ایسا لچکدار اور مفاہمانہ طرز عمل اختیار کریں جسکی وجہ سے وفاقی حکومت بھی اپنی پالیسی بدلنے پر مجبور ہو جائے یہی بلوچستان کے لئے مناسب اور ضروری ہے میں امید کرتا ہوں کہ میری گزارشات پر پوری توجہ دیں گے۔ جناب اسپیکر! شکریہ۔

ڈاکٹر عبدالمالک۔ (وزیر صحت) مسٹر اسپیکر! اس ملک کی تاریخ ان استحصالی قوتوں کی حکمرانی پر مشتمل ہے جنہوں نے اپنے طبقاتی مفادات کی خاطر یہاں کے مظلوم طبقوں اور قوموں کا استحصال کیا ہے بلوچستان گو کہ گزشتہ پینتالیس سالوں سے حکمرانوں کے استحصالی نظام کے تشکنجہ میں پھنسا ہوا ہے جنہوں نے یہاں کے عوام پر ظلم اور جبر اور ناانصافی کے دور سے وہ گزر رہے ہیں جو ہم سب پر عیاں ہے آج بلوچستان کو معاشی اور سماجی طور پر پسماندہ رکھا گیا ہے یہاں کے جو وسائل ہیں ان میں سوئی گیس اور معدنیات کی شکل میں جسطرح لوٹ رہے ہیں وہ بھی ہم پر واضح ہے اور بلوچستان کے عوام نے اپنی معاشی سیاسی اور ثقافتی حقوق کی خاطر تاریخ گواہ ہے کہ بے پناہ قربانیاں دی ہیں

ان کے عظیم فرزندوں کو تختہ دار پر چڑھایا گیا ان کے قائدین کو سازش کیسز میں پھنسایا گیا لیکن بلوچستان کے عوام نے کبھی بھی اپنے حقوق سے دست برداری کا اعلان نہیں کیا آج ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ صاحب سوئی گیس ہماری ہے لیکن سارے پاکستان کے لئے تو یہ موجود ہے اس کی آمدنی سے ملک کے دیگر صوبے عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہیں اور ہم اپنی بھوک اور افلاس کی زندگی گزار رہے ہیں آج ہمارے لوگ بے روزگار ہیں اور جب ہم آئین کی یا اپنے آئینی حقوق کی بات کرتے ہیں تو نہ جانے ہمارے خلاف کیا کچھ سازشیں ہوں گی۔

مسٹر اسپیکر! میں جناب وزیراعلیٰ بلوچستان کی اس قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ آج ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کیونکہ بلوچستان کے عوام نے ہم پر اعتماد کیا ہے اور ان کے سیاسی اور معاشی حقوق کا تحفظ ہم سب پر فرض ہے۔ کہ ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بلوچستان کے حقوق کی اس جدوجہد میں اپنا کردار ادا کریں۔

جناب والا! آخر میں یہ کہوں گا۔

لازم ہے ہم بھی دیکھیں گے وہ دن جس کا وعدہ ہے۔
جو لوح ازل میں لکھا ہے
جب ظلم وستم کے کوہ گراں روئی کی طرح اڑ جائیں گے
جب مظلوموں کے پاؤں تلے دھرتی دب دب دبکے گی۔

جب حکمرانوں کے سر پر بجلی کڑ کڑ کڑ کے گی

سب تاج اچھالے جائیں گے سب تخت گرائے جائیں گے۔ اور

ایک ہی رہے گی خلق خدا جو میں بھی اور آپ بھی ہیں ۔

شکریہ۔ (تحسین وآفرین)

مسٹر محمد ایوب بلوچ :۔ جناب اسپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کی قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور ایوان سے بھی سفارش کرتا ہوں کہ وہ اس قرارداد کو منظور فرمائیں کیونکہ اس میں جو مطالبات کیئے گئے ہیں سب عوامی مفادات کے حامل ہیں ہمیں عوام نے اس لیئے یہاں بھیجا ہے کہ ہم ان کے حقوق کی نگہبانی کریں اور ان حقوق پر کسی کو ڈاکہ نہ ڈالنے دیں اور ان کے خلاف ہر وہ سازش کو ناکام کریں جس سے ہمارے عوام کے حقوق متاثر ہوتے ہیں ۔ جناب اسپیکر۔ اس ملک کی بیالیس سال کی تاریخ گواہ ہے کہ بلوچستان اور ملک کے دیگر حصوں کے مظلوم ومحکوم قومیتوں نے ظلم وجبر کے خلاف جب بھی آواز اٹھائی قومی وطبقاتی نابرابری کے خلاف جدوجہد کی تو یہاں کے حکمرانوں نے سامراج کی پشت پناہی میں محنت کش عوام کی تحریک کو کچلنے کی ناکام کوشش کی ۔ اس حوالے سے بلوچستان پر تین بار فوج کشی کی گئی لیکن میں سلام کرتا ہوں اپنے ان عظیم رہنماؤں کو جنہوں نے اپنے سروں کی قربانی دیکر ہماری تحریک کی

آبیاری کی ہے۔ جناب اسپیکر۔ اس ملک کی فوج نے ملک کے محنت کش عوام پر کیا کچھ نہیں کیا ہے ملک میں کئی بار مارشل لاء لگایا عوام کے اقتدار اعلیٰ پر قبضہ کیا ملک میں جمہوری نظام کو کبھی بھی کامیاب نہیں ہونے دیا ملک میں اس وقت ایک جمہوری نظام کارفرما ہے اور ملک کی تمام ترقی پسند وجمہوریت پسند قوم دوست اور وطن دوست قوتوں کی یہی کوشش ہے کہ جمہوری نظام مضبوط و مستحکم ہو کر رواں دواں رہے لیکن کوششوں کے سامنے سامراج اپنے پالے ہوئے کتوں کی مدد سے رکاوٹ بن بیٹھا ہے۔

جناب اسپیکر! بحیثیت ایک عوامی نمائندہ کے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اپنے عوام کے خلاف ہر سازش کا مقابلہ کریں اور عوام کے مفاد میں ہونے والی ہر اس تحریک کا ساتھ دیں جسمیں ہمارے عوام کی بھلائی ہو۔ جناب والا! سیاسی لحاظ سے میں بلوچستان نیشنل موومنٹ سے متعلق ہوں۔ بی این ایم کی جدوجہد قومی حقوق اور حق خود ارادیت کی جدوجہد ہے ہم جانتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ جب تک اس ملک میں ان قومیتوں کو حقوق نہیں ملتے ان پر ظلم وجبر کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔

جناب اسپیکر! وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق آج اس ایوان میں آئین کے تحت ہم صوبے کے عوام کے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں اور جو بھی صوبائی خودمختاری کی مخالفت نہیں کرتے ہیں ہم ان کی پرزور حمایت کرتے ہیں۔ شکریہ۔

مولوی نور محمد (وزیر بلدیات) :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب اسپیکر ! میں جناب وزیر اعلیٰ کی قرارداد کی حمایت اسلیئے کرتا ہوں کہ شریعت قرآن اور حدیث نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ جو ذرائع آمدن ہیں اسی جگہ پر خرچ ہوں جس جگہ سے یہ آمدن حاصل ہوتی ہے اگر آپ قرآن کریم اور جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی احادیث کا بغور مطالعہ کریں اور فقہائے کرام کی کتب کو بھی آپ اپنے مطالعہ میں لائیں تو یہ بتاتی ہیں کہ آمدن اسی جگہ پر خرچ کی جائے جس جگہ سے یہ حاصل کی جاتی ہیں ۔ زکوٰۃ کو لے لیں صدقہ فطر کو لے لیں اور اسلام کی دوسری محصولات ہیں ان پر ان ہی لوگوں کا حق ہے جن کے ملک اور زمین سے وہ حاصل ہوتی ہیں شریعت نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ آپ اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کریں لہٰذا میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں شریعت میں یہ بات عین عقل و نقل کے مطابق ہے عقل و نقل اس بات کے شاہد ہیں یہ قرارداد اچھی ہے اور اپنا حق مانگنا چاہیئے ہے ۔ شکریہ ۔

جناب اسپیکر :- سردار صاحب وقت اس پر کافی ہو چکا ہے ۔ اگر آپ وقت زیادہ نہ لیں تو ٹھیک ہے

سردار ثناء اللہ زہری :- جناب والا ! ہم اس انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ

آپ ہمیں وقت دیں گے۔ اس قرارداد پر تھوڑی سی بات کریں گے۔

جناب اسپیکر! نواب اکبر خان بگٹی نے جو قرارداد پیش کی ہے میں ثناء اللہ زہری اسکی مکمل حمایت اور تائید کرتا ہوں۔ جسطرح نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارے حقوق نہیں دیئے جا رہے ہیں۔ وہ تو ظاہر ہی ہے ہمیں تو تینتالیس سال سے ہمارے حقوق نہیں دیئے جا رہے ہیں جب ہم اپنے حقوق مانگتے ہیں۔ تو ہمیں غدار کہا جاتا ہے۔ اور ہم پہ فوج کشی کی جاتی ہے۔ جناب اسپیکر! جس گھر میں آپ رہتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ اپنی زمین پر رہتے ہوئے اپنی دھرتی پر رہتے ہوئے اپنے حقوق سے محروم ہیں۔ آپ ایک گھر میں رہتے ہیں آپ کو اس گھر میں سونے نہیں دیا جاتا ہے۔ آپ نے وہ گھر اپنے آرام و آسائش کیلئے بنایا ہے۔ جبکہ آپ سردی میں سوئیں۔ اور دوسرے لوگ آپ کے گھر میں سوئیں اور یہاں سے سہولتیں حاصل کریں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

جناب اسپیکر! سوئی گیس کی بات ہو رہی ہے تو اس پر میں یہ کہوں گا کہ میرے خیال میں سوئی گیس ۱۹۵۲ء میں سوئی کے مقام سے نکلی اور ۱۹۸۳ میں ہمارے صدر نے یہاں کچھ علاقوں کو گیس دی اور اپنے انٹرویو میں یہ فرمایا کہ سوئی گیس گاؤں گاؤں پہنچائی ہے۔ اور یہ میں نے بلوچستان کے لوگوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ چونکہ کوئٹہ کے آس پاس کچھ اچھے علاقے تھے انہیں گیس دی گئی۔ جناب اسپیکر! آپ پنجاب جائیں وہاں دیکھیں وہاں گیس گاؤں گاؤں

پہنچ چکی ہے۔ فرنٹیر میں دیکھیں وہاں جوگیوں میں بھی سوئی گیس پہنچ چکی ہے۔ ہمارے اوپر ظلم ہے کہ ہم اپنے علاقے میں جہاں سے گیس نکلتی ہے اس سے محروم ہیں۔ دوسری بات جیساکہ نواب صاحب نے فرمایاکہ ملازمتوں کے کوٹے کا کوٹہ تو اپنی جگہ ہیں اس کا جھوٹا بھی نہیں دیا جاتا ہے۔ جب میں اسلام آباد میں تھا تو اس موقع پر نواب صاحب بھی وہاں پر آئے تھے۔ نواب صاحب نے ہمارے کچھ لوگوں کے ملازمتوں میں محترمہ سے آرڈر بھی کرائے ہمارے بلوچ لوگوں کے۔ میں وہاں ایک آفیسر کے پاس گیا وہ بیوروکریٹ تھا۔ جب میں نے اس سے پوچھا اس نے جواب دیاکہ آپکا کوٹہ تو پورا ہوگیا ہے۔ میں نے کہاکہ آپ ہمیں وہ لیسٹ دے دیں وہ کہنے لگاکہ آپ کا کوٹہ تو آٹھ سال سے پہلے پورا ہوگیا۔ وہاں ایک آدمی ہے اس کا نام میرے ذھن میں نہیں آرہا ہے۔ اس آدمی کو انہوں نے آٹھ سال پہلے نوکری دی تھی۔ آٹھ سال کے بعد بھی جب ہم حقوق کی بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپکا تو کوٹہ آٹھ سال پہلے پورا ہوگیا۔ جناب اسپیکر۔ جس طرح نواب صاحب نے فرمایا اور انہوں نے قرارداد پیش کی یہ قرارداد چار پانچ مہینے پہلے پیش کرنا چاہیے تھی۔

جناب اسپیکر! ہمیں ہمارے عوام نے اسمبلی میں بیٹھنے کیلئے نہیں بھیجا ہے بلکہ ہمیں ہمارے عوام نے منتخب کرکے اور اعتماد میں لیکر ہمیں اپنے حقوق کیلئے یہاں بھیجا ہے۔ جسطرح آپ نے فرمایا ہے کہ وقت زیادہ نہ لیں۔ جناب میں تو وقت زیادہ لینا چاہتا تھا چونکہ ہمارے عوام نے ہمیں اپنے حقوق کیلئے بھیجا ہے ہم اپنے حقوق کیلئے لڑیں گے۔ اگرچہ ہمیں اپنے حقوق حاصل

کرنے کے لئے جتنی بھی قیمت ادا کرنی پڑے ۔ جناب والا! جسطرح ہمارے آباؤ اجداد اور ہمارے پیش رو حضرات اپنے خون کا نذرانہ دیا ہے ۔ اور اس کیلئے جدوجہد کی ہے ۔ اور اس طرح اگر ہمارے حقوق نہ دیئے گئے اور اگر ہمارے حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا ۔ تو ہم بھی اپنا خون دینے سے گریز نہیں کریں گے ۔ شکریہ ۔

جناب اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ قرارداد منظور کی جائے؟

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب اسپیکر:۔ اب مولانا صاحب مسودۂ قانون کی بابت تحریکیں پیش کریں ۔

مولانا نور محمد (وزیر بلدیات):۔ جناب اسپیکر صاحب! میں آج اس بل کو پیش نہیں کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب اسپیکر:۔ مولانا نور محمد صاحب مسودہ قانون کی بابت کوئی تحریک پیش کرنا نہیں چاہتے ۔

لہذا اسمبلی کی کارروائی مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۹ بوقت صبح گیارہ بجے
تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(دوپہر بارہ بجکر چالیس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس
(ہفتہ) مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۹ء صبح گیارہ بجے تک کیلئے ملتوی ہوگیا)